

اسقاط حمل کی حدود و قیود اور جدید فقہی تحقیقات

Abortion: its Limitations and New trends in Contemporary Islamic Law

حافظ محمد یونس *

حافظ عبد الباسط خان **

Abstract:

Religion plays a significant role in a patient's bioethical decision to have an abortion. Nevertheless, a holistic understanding of the Islamic position remains under-researched. This study bears a comprehensive and systematic analysis of Islam's position towards abortion through examining the most authoritative texts i.e. the Quran and the Sunnah as well as other informative factors i.e. contemporary fatwas, broader Islamic principles and interest groups. The position of Islamic Jurisprudence on abortion is somewhat variable, and many religious scholars permit abortion in certain circumstances during specific stages of gestational development. It is generally agreed that the least blameworthy abortion is when the life of the pregnant woman is in danger and when 120 days have not lapsed; however, there prevails heterogeneity in regards to other circumstances e.g. preserving physical or mental health, fatal impairment or rape.

Key Words: significant role, development, mental health

پاکستان میں اسقاط حمل ایک غیر قانونی فعل ہے اور جرم کے زمرے میں آتا ہے۔ تعزیرات پاکستان کی دفعہ 338 کے تحت اس جرم میں 10 سال تک قید کی سزا ہو سکتی ہے لیکن ان سب باتوں کے باوجود اسقاط کا عمل جاری ہے۔ پاکستان میں اگرچہ اسقاط حمل (قانونی، غیر قانونی) کا کوئی باقاعدہ ریکارڈ نہیں بنایا جاتا مگر ڈاکٹروں کا کہنا ہے ہر سال تقریباً 8 لاکھ 50 ہزار سے زائد خواتین اسقاط حمل کرواتے ہیں۔ ان میں سے 76 فیصد کے قریب شادی شدہ خواتین اور 24 فیصد کے قریب غیر شادی شدہ لڑکیاں شامل ہوتی ہیں۔

جبکہ "پاتھ فائینڈر" نامی ایک بین الاقوامی غیر سرکاری تنظیم کا کہنا ہے کہ پاکستان میں ہر سال تقریباً پندرہ لاکھ حمل ضائع کرائے جاتے ہیں جو ماؤں کی ایک بڑی تعداد کی ہلاکت کا سبب ہے۔ (i)

*لیکچرر، گورنمنٹ شاہ حسین کالج، ٹاؤن شپ، لاہور، پاکستان

**اسسٹنٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

عالمی ادارہ صحت کی رپورٹ کا کہنا ہے پاکستان میں ہر سال زچگی کے دوران 5 لاکھ سے خواتین ہلاک ہوجاتی ہیں جبکہ 30 ہزار کے قریب خواتین اسقاط حمل اور اس سے متعلق پیچیدگیوں کے سبب ہلاک ہوجاتی ہیں۔

سوویت یونین پہلا ملک تھا جہاں 1920ء میں اسقاط حمل کو قانونی طور پر جائز قرار دیا گیا۔ امریکہ ادارہ صحت کے مطابق امریکہ میں ہر سال اسقاط حمل 13 لاکھ 70 ہزار عورتیں کرواتے ہیں جن میں سے 67 فیصد عورتیں غیر شادی شدہ ہوتی ہیں امریکہ میں اتنی بڑی تعداد میں اسقاط کی بنیادی وجہ امریکہ میں زیادتی کے بڑھتے ہوئے جرائم بھی ہیں ایک اندازے کے مطابق ہر دو منٹ بعد امریکہ میں ایک زیادتی کا کیس ہوتا ہے جو سالانہ سات لاکھ 75 ہزار کے قریب ہوتا ہے۔ امریکہ کی ہر ساتویں عورت زیادتی کا شکار ہوتی ہے۔ 44 فیصد زیادتی کے جرائم میں عورتوں کی عمر 18 سال جبکہ 15 فیصد کیسوں میں لڑکیوں کی عمر 12 سال سے بھی کم ہوتی ہے۔ برطانوی ادارہ صحت کی رپورٹ کے مطابق برطانیہ میں ہر سال 1,98,000 سے زائد اسقاط کے کیسز ہوتے ہیں۔ 19 سال یا اس سے زائد خواتین میں ہر ایک ہزار میں 36 خواتین اور 18 سال سے کم عمر کی ہر ایک ہزار لڑکیوں میں سے 18.6 لڑکیاں اسقاط حمل کرواتے ہیں۔ برطانیہ میں ہر سال ناجائز طور پر حاملہ ہونے والی بالغ لڑکیوں

کی تعداد 39 ہزار ہے جن میں سے 45 فیصد ابتدائی ایام میں ہی اسقاط کروالیتی ہیں۔ ان میں 8 ہزار ایسی لڑکیاں ہوتی ہیں جن کی عمریں 16 سال سے بھی کم ہوتی ہیں۔ صرف شمالی آئرلینڈ میں سالانہ 96 فیصد لڑکیاں بن بیہی ماں بن جاتی ہیں جو اپنے ان غیر قانونی بچوں کو پالنے لے وسائل نہیں رکھتیں چنانچہ اسقاط کا سہارا لیتی ہیں۔

برطانیہ میں نوجوان اور کم عمر لڑکیوں میں اسقاط حمل کرانا عام معمول بن گیا ہے۔ ایک برطانوی اخبار کے مطابق برطانیہ میں 2010ء میں 38 ہزار 269 کم عمر لڑکیوں نے اسقاط حمل کرانے کی درخواستیں دیں جو کم از کم 2 بار اس عمل سے گزر چکی ہیں۔ اعداد و شمار کے مطابق ان میں دو لڑکیاں 7 ویں بار اسقاط حمل کروا رہی تھیں۔ جبکہ 4 کے لیے چھٹی بار اور 14 لڑکیوں کا یہ 5واں موقع تھا۔ اسی طرح 57 لڑکیاں چوتھی جبکہ 457 لڑکیاں تیسری بار اسقاط حمل کرانا چاہتی تھیں۔ برطانوی ماہرین کا کہنا ہے کہ یہ ملک کا سنگین مسئلہ ہے کہ کم عمر لڑکیاں لگا تار اسقاط حمل کرا رہی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ان لڑکیوں کے اسقاط حمل سے نہ صرف امراض کی شرح بڑھ رہی ہیں بلکہ اس سے مستقبل میں بچوں کی پیدائش متاثر ہو سکتی ہے۔

اسقاط حمل سے متعلق اقوام متحدہ کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کو کم کرنے کے لیے اسقاط حمل کے زیادہ تر واقعات چین، کوریا، تائیوان، سنگاپور، ملائیشیا، بھارت اور پاکستان کے علاوہ ایشیا اور شمالی افریقہ کے بہت سے ممالک میں ہوتے ہیں۔ 2006ء میں اقوام متحدہ کی ایک رپورٹ کے مطابق جنوبی ایشیا میں لڑکیوں کی تعداد لڑکوں سے سات کروڑ 90 لاکھ کم ہے جس کی وجہ اسقاط حمل اور طفل کشی (infanticide) ہے۔ کئی معاشروں میں لڑکیوں کو لڑکوں کے مقابلے میں کم خوراک دی جاتی ہے اور ان کی مناسب دیکھ بھال نہیں کی جاتی جس سے وہ زیادہ دیر زندہ نہیں رہ پاتیں۔ اسقاط حمل کا یہ وہ مکروہ پہلو ہے جس کے خلاف بھارت میں حال ہی میں قانون سازی کی گئی ہے۔ 2008ء میں "غیر محفوظ اسقاط حمل اور اس کے نتائج" کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک تحقیق کے مطابق دنیا میں ہر سال اندازاً 21 کروڑ عورتیں حاملہ ہوتی ہیں اور ان میں ہر پانچ میں سے ایک اسقاط حمل کے عمل سے گزرتی ہے۔ سالانہ چار کروڑ چھ لاکھ اسقاط حمل میں سے ایک کروڑ 90 لاکھ غیر محفوظ ہوتے ہیں۔ اس تحقیق کے مطابق غیر محفوظ اسقاط حمل کی وجہ سے ہر سال تقریباً 6,800 عورتیں مرجاتی ہیں اور 53 لاکھ عارضی یا مستقل معذوری کاشکار ہوتی ہیں۔ⁱⁱ اس آرٹیکل میں اسقاط حمل کی جدید صورتوں کے احکام نقل کئے گئے ہیں۔

اسقاط حمل کا معنی و مفہوم:

اسقاط باب افعال سے ہے۔ اس کا مادہ "س ق ط" ہے۔ اسقاط کے لفظ کو فقہائے کرام نے مختلف معنی کے لئے استعمال کیا ہے۔ مثلاً القاء، انزال، طرح، زلق اور اجہاض۔ یہ سارے الفاظ تقریباً ایک ہی معنی رکھتے ہیں۔ اسقاط کا معنی ہے اس بچے کو گرانا جس کی ابھی تخلیق مکمل نہ ہوئی ہو۔ (iii) زلق کے معنی بھی گرانے کے ہیں اور "طَرَح" بھی پھینکنے کے معنی میں استعمال ہوا ہے (iv) اور طب کی اصطلاح میں اسقاط کا معنی ہے خاتون کا بچے کو چوتھے اور ساتویں مہینے کے درمیانی مدت میں گرانا۔^v بچہ دانی سے زیر تکمیل یا تکمیل شدہ بچے کو نکالنا یا اس سے خارج ہونا اسقاط کہلاتا ہے۔

اسقاط حمل کی اقسام:

اسقاط حمل کی دو اقسام ہیں:

1- علاجی اسقاط حمل

2- رضاکارانہ اسقاط حمل

علاجی اسقاط حمل:

علاجی اعتبار سے بعض صورتوں میں اسقاط حمل کو ضروری خیال کیا جاتا ہے۔ جیسے جنین کی نشوونما میں خلل ہونا، زنا بالجبر کی صورت یا ماں کی صحت کو بچانا مقصود ہو۔ حمل اور بچے کی (Fetal anomalies) بے قاعدگی پیدائش سے ماں کو خطرہ ہو یا حمل کو جاری رکھنا ماں کے لئے

جسمانی اور نفسیاتی طور سے نقصان کا سبب بن سکتا ہو تو علاجی اسقاط حمل کہلاتا ہے۔
رضاکارانہ اسقاط حمل:

بچہ اور ماں کی صحت کو خطرہ نہ ہو لیکن معاشرتی اسباب جن میں نو عمری میں حمل، نکاح کے بغیر حاملہ ہونا، مالی مشکلات، مانع حمل طریقے یا آلات و ادویات کی ناکامی کی وجہ سے غیر مطلوبہ حمل ہو جانے کی صورت میں عورت اسقاط کی درخواست کرے۔ تو یہ رضاکارانہ یا ارادی اسقاط کہلاتا ہے۔ (vi)

انسان کی مرحلہ وار تخلیق اور قرآن

قرآن مجید میں رحم مادر کے اندر انسانی وجود کی تشکیل اور اس کے ارتقاء کے مختلف مرحلے بیان کیے گئے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ رب کائنات کا نظام ربوبیت اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ بطنِ مادر کے اندر بھی جلوہ فرما ہے۔ قرآن مجید کے بیان کردہ ارتقاء کے مراحل کی تصدیق بھی آج جدید سائنسی تحقیق کے ذریعے ہو چکی ہے۔
 اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں انسان کی تخلیق اور پیدائش کے تمام مراحل کو سورۃ مومنوں میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (vii)

”اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کو بوٹی بنایا پھر بوٹی کو ہڈیاں بنایا پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا، پھر ہم نے اسے ایک اور ہی مخلوق بنا کر پیدا کر دیا۔ پس بڑا بابرکت ہے، اللہ جو سب بنانے والوں سے بہتر بنانے والا ہے۔“

ان آیات میں انسانی تشکیل و ارتقاء کو بیان کیا گیا ہے جن میں سے پہلے کا تعلق اس کی کیمیائی تشکیل سے ہے اور بقیہ چھ کا اس کے بطنِ مادر کے تشکیلی مراحل سے۔ ان آیات میں ذکر کردہ انسانی ارتقاء کے مراحل کی ترتیب اس طرح ہے۔ سللۃ من طین، نطفہ، علقہ، مضغہ، عظام، لحم اور خلق آخر ذیل میں ان تمام مراحل کی تفصیل ذکر کی جاتی ہے۔

پہلا مرحلہ: اور ہم نے انسان کو مٹی کے ست سے پیدا کیا۔ انسان کی تخلیق کھنکھاتے ہوئے گارے سے ہوئی۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ نے آدم کو نوع انسانی کے اصل ہیں ان کو مٹی سے پیدا کیا، دوسری یہ کہ اللہ نے انسان کو مرد کے سپرم اور عورت کے بیضہ سے پیدا کیا اور یہ چیزیں (سپرم اور بیضہ) اسی غذا سے بنتی ہیں جن کی نشو و نما مٹی سے ہوئی ہو یعنی ان چیزوں کی اصل مٹی زمین اور پانی ہے۔ (viii)

مولانا مودودی لکھتے ہیں ”کہ مٹی سے پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ہر انسان ان مادوں سے پیدا کیا جاتا ہے جو سب کے سب زمین سے حاصل ہوتے ہیں اور اس تخلیق کی ابتدا نطفے سے ہوتی ہے یا یہ کہ نوع انسانی کا آغاز آدم علیہ السلام سے کیا گیا جو براہِ راست مٹی سے بنائے گئے تھے اور پھر آگے نسلِ انسانی کا سلسلہ نطفے سے چلا جیسا کہ سورۃ سجدہ میں فرمایا ”انسان کی تخلیق مٹی سے شروع کی اور پھر اس کی نسل ایک ست سے چلائی جو حقیر پانی کی شکل میں نکلتا ہے۔“ (ix)

عربی کے لفظ سللۃ کا معنی ہے جوہر، ست، خلاصہ یا کسی چیز کا بہترین حصہ۔ جدید سائنسی تحقیقات کے مطابق کسی انڈے کے اندر داخل ہونے والا منی کا ایک معمولی سا قطرہ یا جرثومہ ہی اسے بار آور بنانے کے لیے کافی ہے حالانکہ ایک مرد کئی کروڑ جرثومے پیدا کرتا ہے۔ قرآن مجید نے اس بات کی کہ ”کروڑوں جرثوموں میں سے ایک جرثومہ“ کی نشاندہی لفظ سللۃ سے کی ہے۔ اسی طرح عورت کے رحم کے اندر بننے والے لاکھوں انڈوں میں سے صرف ایک انڈہ ہی بار آور ہوتا ہے (ہر

بالغ عورت کے مخصوص حصے میں 4 لاکھ ناپختہ انڈے موجود رہتے ہیں مگر ان میں سے صرف ایک انڈہ پختہ ہو کر اپنے مقررہ وقت پر نمودار ہوتا ہے (چنانچہ اس بات کو بھی لفظ سُلَّہ ہی سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی لاکھوں انڈوں میں سے ایک ہی انڈے کا بار آور ہونا۔ (x)) ہارون یحییٰ لکھتے ہیں :

”کہ عربی زبان میں ”سُلَّہ“ کا ترجمہ ست یا جوہر کیا گیا ہے، جس کا مطلب ہے کسی شے کا نہایت ضروری اور بہترین حصہ۔ اس کا جو بھی مفہوم لیا جائے اس کے معنی ہیں ”کسی کل کا ایک جزو“، مباشرت کے دوران ایک نر بیک وقت کئی کروڑ کرم منوی یا جرثومے خارج کرتا ہے۔ یہ تولیدی مادہ پانچ منٹ کا مشکل سفر ماں کے جسم میں طے کر کے بیضہ تک پہنچتا ہے۔ ان کروڑوں جرثوموں میں سے صرف 1000 جرثومے بیضے تک پہنچنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔ اس بیضے کا سائز نصف نمک کے دانے کے برابر ہوتا ہے جس میں صرف ایک جرثومے کو اندر آنے دیا جاتا ہے۔ گویا انسان کا جوہر پورا مادہ منویہ نہیں ہوتا بلکہ اس کا صرف ایک چھوٹا سا حصہ اس کا جوہر بنتا ہے۔“ (xi)

دوسرا مرحلہ: پھر ہم نے اسے ایک محفوظ مقام (رحم مادر) میں نطفہ بنا کر رکھا۔ نطفہ انسانی پیدائش کا دوسرا مرحلہ ہے۔ نطفہ مرد و عورت کے مخصوص پانی کو کہا جاتا ہے جس کی جمع نطف آتی ہے۔ ان دونوں پانیوں کا ملاپ ہوتا ہے تو ”زائیگوٹ“ بن جاتا ہے۔ نطفے کا اطلاق تین چیزوں پر ہوتا ہے۔ سپرم، بیضہ اور زائیگوٹ۔ (xii)

قرآن مجید میں کم از کم 11 مرتبہ اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے کہ انسان کو نطفہ یعنی منی کے پانی سے پیدا کیا ہے۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے: ”ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے پھر کیوں تصدیق نہیں کرتے؟ کبھی تم نے غور کیا یہ نطفہ جو تم ڈالتے ہو، اس سے بچہ تم بناتے ہو یا اس کے بنانے والے ہم ہیں۔“ (xiii)

اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر مانباپ کے مخلوط نطفے کا ذکر بھی فرماتا ہے: ﴿إِنَّا خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ أَمْشَاجٍ نَبْتَلِيهِ فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا﴾ (xiv) ”ہم نے انسان کو (مرد اور عورت کے) ایک مخلوط نطفے سے پیدا کیا تاکہ اس کا امتحان لیں اور اس غرض کے لیے ہم نے اسے سننے اور دیکھنے والا بنایا۔“

مولانا عبدالرحمان کیلانی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں :

”یاب کا نطفہ الگ تھا، ماں کا الگ، ان دونوں نطفوں کے ملاپ سے ماں کے رحم میں حمل قرار پایا۔ پھر ہم نے اس مخلوط نطفہ کو ایک ہی حالت میں پڑا نہیں رہنے دیا۔ ورنہ وہ وہیں گل سڑ جاتا، بلکہ ہم اس کو الٹے پلٹے رہے اور رحم مادر میں اس نطفہ کو کئی اطوار سے گزار کر اسے ایک جیتا جاگتا انسان بنادیا۔ (xv)

نطفہ آمشاج کی اصطلاح سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مادہ مختلف رطوبات کا مرکب اور مجموعہ ہے۔ اس امر کی تائید بھی عصر حاضر کی سائنسی تحقیق نے کردی ہے۔ جدید سائنسی تحقیق کے مطابق نطفہ یا Spermatic Liquid بعض رطوبات (Secretions) سے بنتا ہے، جو ان غدودوں، Testicals, Seminal Vesicles, Prostate Glands, Glands of Urinary Tract سے آتی ہیں۔ (xvi)

نطفہ کہاں تیا رہتا ہے اور کن مراحل سے گزر کر آتا ہے، سورۃ طارق میں اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ مِمَّ خُلِقَ - خُلِقَ مِنْ مَّآءٍ ذَافِقٍ - يَخْرُجُ مِنْ مِّمِّ الْوَلَدِ وَالْزَّائِبِ﴾ (xvii) ”لہذا انسان کو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیا گیا ہے؟ وہ اچھل کر نکلنے والے پانی سے پیدا کیا گیا ہے جو پشت اور سینہ کی ہڈیوں کے درمیان سے نکلتا ہے۔“

مولانا مودودی لکھتے ہیں :

”کہ علم الجنین (Embryology) کی رو سے یہ ثابت شدہ حقیقت ہے کہ جنین (Fetus) کے اندر اُنْبَیْنِ (خصیے) (Testes) یعنی وہ غدود جن سے مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے، ریڑھ کی ہڈی اور پسلیوں کے درمیان گردوں کے قریب ہوتے ہیں جہاں سے بعد میں یہ آہستہ آہستہ فوطوں میں اتر جاتے ہیں۔ یہ

عمل ولادت سے پہلے اور بعض اوقات اس کے کچھ بعد ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی ان کے اعصاب اور رگوں کا منبع ہمیشہ وہی مقام (بین الصلب والترائب) ہی رہتا ہے۔ بلکہ ان کی شریان (Artery) پیٹھ کے قریب شہ رگ (Aorta) سے نکلتی ہے اور پورے پیٹھ کا سفر طے کرتی ہوئی ان کو خون مہیا کرتی ہے۔ اس طرح حقیقت میں انٹین پیٹھ ہی کا جز ہیں جو جسم کا زیادہ درجہ حرارت برداشت نہ کرنے کی وجہ سے فوطوں میں منتقل کر دیے گئے ہیں۔ علاوہ ازیں مادہ منویہ اگرچہ انٹین پیدا کرتے ہیں اور وہ کیسہ منویہ (Seminal Vesicles) میں جمع ہو جاتا ہے، مگر اس کے اخراج کا مرکز تحریک (بین الصلب والترائب) ہی ہوتا ہے اور دماغ سے اعصابی رو، جب اس مرکز کو پہنچتی ہے تب اس مرکز کی تحریک (Trigger Action) سے کیسہ منویہ سکڑتا ہے اور اس سے ماء دافق پچکاری کی طرح نکلتا ہے۔ اس لیے قرآن کا بیان ٹھیک ٹھیک علم طب کی جدید تحقیقات کے مطابق ہے۔ (xviii)

مولانا حافظ ڈاکٹر حقانی میاں قادری بھی اسی سلسلے میں لکھتے ہیں :

” کہ اس آیت میں دو چیزوں کا ذکر ہے۔ دور جدید کی سائنسی اصطلاح میں صلب کو (Sacrum) اور ترائب کو (Syphilis Pubis) کہا جاتا ہے۔ عصر حاضر کے علم تشریح الاعضا (Anatomy) نے اس امر کو ثابت کر دیا ہے کہ مرد کا پانی جو (Semen) پر مشتمل ہو تا ہے اس صلب اور ترائب میں سے گزر کر رحم عورت کو سیراب کرتا ہے۔ (xix)

تیسرا مرحلہ: ”پھر نطفہ کو لوٹھڑا بنایا“ اس آیت میں لفظ ”علقہ“ استعمال ہوا ہے جس سے مراد جما ہوا خون یا بہت زیادہ سرخ خون ہے۔^{xx} اس آیت کو اور اسی کے متعلقہ دوسری آیات کو پروفیسر کیتھ مور نے اکٹھا کیا اور تحقیق کی اور کہا کہ قرآن اور احادیث کی بیان کردہ معلومات کا زیادہ تر حصہ جدید سائنسی معلومات کے عین مطابق ہے اور اس میں بالکل کوئی تضاد نہیں پایا جاتا۔ تاہم کچھ آیات ایسی ہیں کہ جن کے بارے میں میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ آیا وہ صحیح ہیں یا نہیں کیونکہ جن چیزوں کے بارے میں قرآن نے بتایا ہے وہ تاحال جدید سائنس نے بھی دریافت نہیں کی ہیں اور نہ ہی ان کے بارے میں جدید سائنس کوئی معلومات رکھتی ہے۔ ان آیات میں سے ایک آیت درج ذیل ہے۔

﴿إِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ - خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ﴾ (xxi)

”اپنے پروردگار کے نام سے پڑھیے جس نے (ہر چیز کو) پیدا کیا (اور) انسان کو (جمے ہوئے) خون کے لوٹھڑے سے پیدا کیا“۔

پروفیسر کیتھ مور کو اس بات کا کوئی علم نہیں تھا کہ جنین اپنی ابتدائی حالت میں ایک جونک کی طرح ہوتا ہے چنانچہ انہوں نے ابتدائی مرحلے کے جنین کا ایک طاقتور مائیکروسکوپ سے جائزہ لیا اور پھر اس کا ایک جونک کے نقشے اور تصویر کے ساتھ موازنہ کیا، تو ان کو اس وقت شدید حیرت ہوئی جب انہوں نے ان دونوں میں زبردست مماثلت پائی۔ اسی طرح انہوں نے اپنی تحقیق جاری رکھی اور قرآن میں بیان کردہ تمام معلومات کا جائزہ لیا اور پھر ان 80 سوالوں کے جوابات دیے جو علم ایمبریالوجی کے متعلق قرآن وحدیث میں بیان کردہ معلومات کے حوالے سے کیے گئے تھے۔

پروفیسر کیتھ مور اور دیگر ماہرین کے مطابق ”علقہ“ کے مرحلے کے دوران انسانی جنین جونک کے مشابہ ہوتا ہے، کیونکہ اس مرحلہ میں انسانی جنین اپنی خوراک ماں کے خون سے حاصل کرتا ہے جس طرح جونک دوسروں کا خون چوستی ہے۔ چنانچہ اس مرحلہ کے دوران خون کی ایک بڑی مقدار جنین کے اندر موجود رہتی ہے اور جنین میں موجود خون تیسرے ہفتہ کے اختتام تک گردش نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرحلہ کے دوران جنین کی ظاہری شکل جمے ہوئے خون کے لوٹھڑے سے مماثل ہوتی ہے (15 دن کے جنین کا سائز تقریباً 0.6 ملی میٹر ہوتا ہے)۔

ایک کانفرنس کے موقع پر ڈاکٹر صاحب نے کہا: ”چونکہ انسانی جنین کے مراحل بہت پیچیدہ ہوتے ہیں اور نشوونما کے دوران مسلسل جاری مراحل کی وجہ سے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ درجہ بندی

کا ایک ایسا طریقہ مرتب کیا جائے جس میں قرآن مجید اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں درج اصطلاحات استعمال کی جائیں۔ مجوزہ طریقہ کار نہایت سادہ، جامع اور موجودہ جنینیاتی علوم سے مطابقت رکھتا ہے۔ چار سال پر مشتمل قرآن وحدیث کے محدود مگر پر زور مطالعہ نے مجھ پر انسانی جنین کی ترتیب و درجہ بندی کے طریقہ کار کو منکشف کر دیا ہے جو واقعی تعجب خیز ہے۔ حالانکہ یہ ساتویں صدی عیسوی میں نازل ہوا ہے۔

تاہم ارسطو نے جس کو جنینیات کی سائنس کا موجد کہا جاتا ہے چوتھی صدی قبل مسیح میں مرغی کے انڈے کے مطالعہ کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ چوزہ کاجنین کئی مراحل میں نشوونما پاتا ہے لیکن اس نے ان مراحل کی تفصیلات نہیں بتائیں تھیں۔ جہاں تک جنینیات کی تاریخ کا تعلق ہے انسانی جنین کے مراحل اور اس کی درجہ بندی کے بارے میں بیسویں صدی تک معلومات بہت محدود تھیں، چنانچہ انسانی جنین کے بارے میں قرآن مجید کی بیان کردہ تفصیلات ساتویں صدی کی سائنسی معلومات پر منحصر نہیں ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ یہ تفصیلات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے نازل ہوئی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام تفصیلات خود نہیں جانتے تھے کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امی تھے اور آپ نے کوئی سائنسی تربیت بھی حاصل نہیں کی تھی۔“ (xxii)

چوتھا مرحلہ: ”مضغہ“ کا مرحلہ ہے۔ مضغہ گوشت کا وہ چھوٹا ٹکڑا ہے جس کو انسان چبا لیتا ہے۔ اور اس کی شکل و صورت متعین نہیں ہوتی۔ اس صورت میں اس کو مضغہ غیر مخلقہ کہتے ہیں۔ اور جس کی شکل و صورت واضع ہو اس کو مضغہ مخلقہ کہتے ہیں۔ یعنی اس کی تصویر کان، آنکھ، پیٹ، ہاتھ وغیرہ۔ اس طرح اس کے دوسرے اعضاء بن جائیں۔ بعض علماء کے نزدیک مضغہ مخلقہ سے مراد ماں کے پیٹ سے اس طرح نکلنا ہے کہ وہ کامل اور مکمل ہو۔ اور غیر مخلقہ سے مراد یہ ہے کہ جنین کا ماں کے پیٹ سے اس طرح سے نکلنا کہ اس کی پوری طرح سے تشکیل نہ ہوئی ہو۔ (xxiii)

اگر کوئی چیونگم لے کر اپنے منہ میں رکھے اور اس کو چبائے اور پھر جنین کے ”مضغہ“ کے مرحلہ سے اس کا موازنہ کرے تو وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ جنین نے مضغہ کے مرحلہ کی استعداد حاصل کر لی ہے اور اس کی ظاہری شکل و صورت دانتوں سے چبائے ہوئے مادہ Chewed Substance کی طرح ہے، یہ اس وجہ سے ہے کہ جنین کی پشت پر نشانات دانتوں سے چبائے ہوئے مادہ کی طرح ہوتے ہیں اور وہ دانتوں کے نشانات سے کافی حد تک مشابہت رکھتے ہیں (xxiv)۔

پانچواں اور چھٹا مرحلہ: ہڈیوں اور گوشت کا بننا جدید تحقیقات سے پتہ چلتا ہے کہ ہڈیوں اور پٹھوں کی ابتدائی تشکیل پچیسویں سے چالیسویں دن کے درمیان ہوتی ہے اور بظاہر ایک ڈھانچے کی صورت نظر آنا شروع ہو جاتی ہے لیکن پٹھوں یعنی گوشت کی تشکیل مکمل نہیں ہوئی ہوتی یہ ساتویں اور آٹھویں ہفتے میں مکمل ہوتی ہے جب کہ ہڈیاں بیالیسویں دن تک مکمل ہو چکی ہوتی ہیں، ڈھانچہ بن چکا ہوتا ہے لہذا ثابت ہو ا کہ قرآنی ترتیب بالکل درست ہے۔ یعنی سب سے پہلے علقہ پھر مضغہ پھر عظاماً اور پھر لحمًا۔

ڈاکٹر جوئی لی سمپسن جو امریکہ کے شہر ہوسٹن میں واقع بلیر کالج آف میڈیسن کے شعبہ علم وضع حمل اور علم امراض نسوان (Gynecology) کے سربراہ ہیں، اعتراف کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ”یہ احادیث اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا اس سائنسی علم کی بنیاد پر نہیں ہوسکتا جو ان کے زمانے میں (ساتویں صدی عیسوی کی طرف اشارہ ہے) موجود تھا اور یہ بات بھی سامنے آئی ہے کہ علم توالدوتناسل اور مذہب (یعنی اسلام) میں کوئی تضاد نہیں ہے بلکہ مذہب سائنس کی مدد کرسکتا ہے۔ قرآن میں موجود باتیں صدیوں کے بعد بھی صحیح قرار پائی ہیں جو اس بات کو تقویت دیتی ہیں کہ قرآن مجید کا مأخذ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔“ (xxv)

حضور ﷺ نے ماں کے پیٹ کے اندر جنین کے ان مختلف مراحل کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے:

حضرت حذیفہ بن اسیدؓ غفاری سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے جب نطفے پر بیالیس راتیں گزر جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے پاس ایک فرشتے کو بھیجتا ہے، جو اس کی صورت، کان، آنکھ، کھال، گوشت اور ہڈیاں بناتا ہے، پھر عرض کرتا ہے اے پروردگار، یہ مرد ہے یا عورت، پھر جو مرضی الہی ہوتی ہے وہ فرماتا ہے، فرشتہ لکھ دیتا ہے، پھر عرض کرتا ہے، اے پروردگار اس کی عمر کیا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے حکم فرماتا ہے اور فرشتہ وہ لکھ دیتا ہے پھر عرض کرتا ہے کہ اے پروردگار اس کی روزی کیا ہے، چنانچہ پروردگار جو چاہتا ہے وہ حکم فرمادیتا ہے اور فرشتہ لکھ دیتا ہے اور پھر وہ فرشتہ وہ کتاب اپنے ہاتھ میں لے کر باہر نکلتا ہے جس میں کسی بات کی کمی ہوتی ہے اور نہ زیادتی۔“ (xxvi)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”تم میں سے ہر ایک کی پیدائش اس کی ماں کے پیٹ میں مکمل کی جاتی ہے۔ چالیس دن تک نطفہ رہتا ہے پھر اتنے ہی وقت تک منجمد خون کا لوتھڑا رہتا ہے پھر اتنے ہی روز تک گوشت کا لوتھڑا رہتا ہے اس کے بعد اللہ ایک فرشتہ بھیجتا ہے اور اسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کا عمل، اس کا رزق اور اس کی عمر لکھ دے اور یہ بھی لکھ دے کہ بدبخت ہے یا نیک بخت، اس کے بعد اس میں روح پھونک دی جاتی ہے۔“ (xxvii)

بچے میں روح پھونکنے کے بارے میں حضرت حذیفہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے روایت کردہ الفاظ میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے کیونکہ حضرت حذیفہؓ کی روایت میں تو یہ ہے کہ فرشتہ بیالیس راتوں کے بعد حاضر ہوتا ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ ایک سو بیس دن کے بعد حاضر ہو تا ہے۔ علماء نے ان دونوں احادیث کو تطبیق دی ہے۔ علامہ ابن قیم فرماتے ہیں:

”حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پہلے چالیس دن کے بعد تخلیق کی ابتدا پر دلالت کرتی ہے، اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ تیسرے چلے کے بعد جنین میں روح پھونکی جاتی ہے۔ حضرت حذیفہؓ کی حدیث تخلیق کا آغاز چالیس روز کے بعد شروع ہو جانے کے سلسلے میں صریح ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں صورت سازی اور تخلیق کے وقت سے تعارض نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس میں نطفے کے مختلف ادوار کا بیان ہے اور اس بات کا تذکرہ ہے کہ ہر چالیس دن کے بعد نیا مرحلہ شروع ہوتا ہے اور تیسرے چلے کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے، اس چیز کا حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ذکر نہیں ہے بلکہ خاص طریقہ پر یہ چیز حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے لہذا یہ دونوں حدیثیں پہلے چلے کے بعد ایک خاص چیز کے پیدا ہونے پر متفق ہیں اور حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں مخصوص طور پر یہ بات ہے کہ اس نطفے کی صورت سازی اور تخلیق کا عمل پہلے چلے کے بعد شروع ہوتا ہے اور حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں خاص بات یہ مذکور ہے کہ جنین میں روح کا پھونکا جانا تیسرے چلے کے بعد ہوتا ہے، اب یہ دونوں حدیثیں اس بات پر متفق ہیں کہ اس دوران پیدا ہونے والے بچے کی تقدیر کے بارے میں فرشتہ اللہ تعالیٰ سے دریافت کر کے لکھتا ہے۔ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام باتیں سچی ہو گئیں اور ایک حدیث دوسری حدیث کی تصدیق کرنے والی بن گئی۔“ (xxviii)

ساتواں اور آخری مرحلہ:

﴿ثُمَّ أَنشَأْنَا لَهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَرَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ﴾ (xxix)

”پھر ہم نے اس کو دوسری مخلوق بنایا، لہذا اللہ تعالیٰ ہی سب سے اچھا پیدا کرنے والا ہے بابرکت ہے۔“

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث میں تخلیق مکمل ہونے اور روح پھونکے جانے کا جو زمانہ بتایا گیا ہے وہ بالکل وہی ہے جو جدید علم جنین میں جنین کے اندر حرکت پیدا ہونے کے لیے بتایا گیا ہے یعنی نطفہ ٹھہرنے کے بعد تیسرے مہینے کے آخر یا چوتھے مہینے کے شروع میں۔ جنین کی نشوونما کے مراحل کے بارے میں اس حدیث میں مذکور مراحل اور علم جنین کے سلسلہ کی جدید تحقیقات کے نتائج بالکل یکساں ہیں۔(xxx)

اسقاط حمل کے بارے میں فقہاء کی آراء:

فقہاء نے بچے کی پیدائش کو دو مرحلوں میں تقسیم کیا ہے۔ روح پڑ جانے سے پہلے کا مرحلہ، اور روح پڑ جانے کے بعد کا مرحلہ۔ پہلے مرحلے میں اسقاط حمل کے بارے میں تین آراء ہیں۔

- 1- روح پڑ جانے سے قبل مطلقاً اسقاط حمل کی اجازت ہے۔
- 2- روح پڑ جانے سے پہلے کراہت کے ساتھ اسقاط حمل کی اجازت ہے۔
- 3- روح پڑ جانے سے قبل اسقاط حمل حرام ہے۔

روح پڑ جانے سے قبل مطلقاً اسقاط حمل کی اجازت ہے:

ائمہ اربعہ میں سے احناف کے نزدیک نفخ روح سے قبل اسقاط حمل مکروہ نہیں ہے۔ ”لا یکرہ اسقاط الجنین قبل نفخ الروح“ (xxxix) نیز اس کے لئے شوہر کی اجازت بھی ضروری نہیں ہے۔ ”یباح اسقاط الولد قبل اربعة اشهر ولو بلا اذن الزوج“ (xxxixii) اسی طرح مالکیہ کے بعض علماء کے نزدیک بھی چالیس دن سے قبل اسقاط حمل کے اجازت ہے۔ ”واما السبب فی اسقاط الماء قبل الاربعین يوماً من الوطء فقال اللخمی جائز“ (xxxixiii) شوافع میں سے بعض علماء کے نزدیک بھی نفخ روح سے قبل تمام مراحل میں اسقاط حمل کی اجازت ہے۔ ”فتی ابواسحاق المروزی یحل سقیہ امته دواء لتسقط ولدها ما دام علقه او مضغه“ (xxxixiv) حنابلہ میں سے بھی بعض علماء نفخ روح سے قبل تمام مراحل میں اسقاط حمل کے قائل ہیں۔ ”وظاہر کلام ابن عقیل فی الفنون انه یجوز اسقاط قبل ان ینفخ فیہ الروح“ (xxxixv) مذکورہ بالا تمام فقہاء کے نزدیک روح پڑ جانے سے قبل اسقاط حمل کی اجازت ہے البتہ مدت میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک چالیس دن سے قبل اور بعض کے نزدیک چار ماہ سے قبل اسقاط کی اجازت ہے۔

نفخ روح سے قبل اسقاط حمل مکروہ ہے:

وہ فقہاء جو نفخ روح سے قبل اسقاط حمل کو بغیر کسی عذر شرعی کے مکروہ سمجھتے ہیں ان میں احناف میں سے علی بن موسیٰ، ابن وہبان، شوافع میں سے علامہ زرکشی، علامہ کرابیسی، ابن حجر، محب الطبری شامل ہیں۔ اسی طرح مالکیہ اور حنابلہ میں سے بعض فقہاء ابتدائی چالیس دنوں کے بعد اسقاط حمل کو مکروہ سمجھتے ہیں۔ علی بن موسیٰ اسقاط حمل کے بارے میں پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں کہتے ہیں ”یقولانہ یکرہ، فإن الماء بعدما وقع فی الرحم مآله الحیاة فیکون له حکم الحیاة کما فی بیضة صید الحرم“ (xxxixvi)۔ علامہ محب الطبری لکھتے ہیں:

”اختلف اهل العلم علماء الشافیه فی النطفة قبل تمام الاربعین علی قولین قیل لا یتثبت لها حکم السقط والواد، وقیل لها حرمة ولا یباح افسادها“ (xxxixvii)

مالکیہ میں سے بعض فقہاء کے نزدیک چالیس دن سے پہلے بھی اسقاط حمل مکروہ ہے۔ ”ولا یجوز اخراج المني من الرحم ولو قبل الاربعین يوماً وقیل یکرہ اخراجه قبل الاربعین“ (xxxixviii)، حنابلہ میں سے بعض فقہاء کے نزدیک صرف ابتدائی چالیس دنوں میں اجازت ہے اس کے بعد نہیں۔ ”ولرجل شرب دواء مباح، ینع الجماع“ (xxxixix)

مذکورہ بالا تمام فقہاء کے نزدیک ابتدائی ایام میں کسی عذر شرعی کی وجہ سے اسقاط حمل درست

ہے اور بغیر کسی عذر کے مکروہ ہے۔ اس اختلاف کی وجہ ان کے نزدیک حدیث ابن حذیفہ ہے جس کے مطابق ابتدائی چالیس دنوں میں بچے میں روح ڈال دی جاتی ہے۔

روح پڑ جانے سے قبل اسقاط حمل حرام ہے:

بعض فقہاء کے نزدیک نفخ روح سے پہلے اسقاط حمل حرام ہے کیونکہ جب مرد کا نطفہ عورت کے بیضہ سے ملتا ہے تو اس میں ایک زندگی کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے اور آہستہ آہستہ نمو کے طریقوں سے گزر کر آخری مرحلے میں ایک زندہ انسان کی شکل میں سامنے آتا ہے۔ اس لئے ابتداء ہی سے اس کو ختم کرنا ایک زندہ وجود کے ختم کرنے کر مترادف ہے۔ اس کے قائلین میں سے بعض علمائے احناف^{xl}، مالکیہ^{xli}، اور شوافع میں سے امام غزالی^{xlii}، شامل ہیں۔

نفخ روح کے بعد اسقاط حمل:

نفخ روح کے بعد حمل کو گرانا تمام ائمہ نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ گرانے کی صورت میں جنایت میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کی حرمت پر علامہ ابن تیمیہ نے امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ ”اسقاط الحمل حرام باجماع المسلمین وبو من الواء الذی قال تعالیٰ فیہ، واذالمؤودة سئل بائی ذنب قتلت“-(xliii) اسی طرح علاہ شامی نے بھی نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کے حرمت پر علمائے امت کا اجماع نقل کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں ”قل بعضهم ان اتفق العلماء لان نفخ الروح لا یكون الا بعد اربعة اشهر او عقبها كما صرح بهی جماعة“-(xliv) لیکن علماء نے کچھ ایسے اعدار ذکر کیے ہیں جن کی بنا پر ضرورت شدیدہ کے موقع پر حمل گرانے کی اجازت ہے۔

اسقاط حمل کی طبی وجوہات:

عصر حاضر میں ڈاکٹرز نے اپنی تحقیقات کے نتیجے میں بچے کی ناقص پیدائش کے بعض طبی اسباب تلاش کیے ہیں۔ ان اسباب کی دو اقسام ہیں۔ 1- خارجی اسباب 2- داخلی اسباب

خارجی اسباب:

خارجی عوامل سے مراد وہ چیزیں ہیں جو باہر سے بچے پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ ان میں درج ذیل اسباب شامل ہیں۔

تابکار شعاعیں:

تابکار شعاعیں خلیوں پر مختلف طریقوں سے اثر انداز ہوتی ہیں کیونکہ شعاعوں کے ذریعے ہارمونز اور انزائم پیدا کرنے کا سسٹم متاثر ہوتا ہے جس کی وجہ سے ناتمام بچہ پیدا ہوتا ہے۔ حمل کے ابتدائی ادوار میں یہ اعضاء، عقل اور ہڈیوں پر اثر انداز ہوتی ہیں۔(xlv)

کیمیائی دواؤں کا استعمال:

بعض دوائیں بچے پر ری ایکشن کا سبب بنتی ہیں۔ اگر حاملہ عورت ان دواؤں کا استعمال کرے تو اس سے بچے کے ذہنی اور جسمانی نقائص کا خدشہ ہوتا ہے اور اگر جنین دوا سے اثر لینے کے اعتبار سے حساس ہو تو پھر اس کے خلیات انزائم مہیا کرنے میں مناسب رفتار سے کام نہیں کرتے۔(xlvi)

سگریٹ نوشی:

سگریٹ نوشی کے نقصانات صرف پینے والے تک محدود نہیں رہتے بلکہ اس سے دوسرے لوگ بھی متاثر ہوتے ہیں۔ خاص کر جب ماں سگریٹ نوشی کرتی ہو تو یہ باپ کی سگریٹ نوشی سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ اس لیے کہ ماں کے خون میں موجود نیکوٹین جنین کو جسمانی اور نفسیاتی طور سے متاثر کرتی ہے۔ سگریٹ نوشی کے نقصانات درج ذیل ہیں۔

1. سگریٹ نوشی کرنے والی حاملہ خواتین میں اسقاط حمل کی شرح زیادہ ہے۔
2. سگریٹ نوشی کرنے والی خواتین کے بچوں کا وزن کم ہوتا ہے۔

3. ولادت سے پہلے جنین میں اموات کی شرح میں اضافے کا سبب ہے۔
 4. جنین پر ولادت کے بعد بھی اس کے اثرات امراض قلب کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں (xlvii)۔

نشہ آور اشیاء کا استعمال:

نشہ آور اشیاء کا استعمال بھی جنین کے نمو کی رفتار میں کمی، عقل میں خلل، سر کا چھوٹا ہونا اور دل کے امراض کا سبب ہے۔ (xlviii)

ماں کے امراض:

ماں کا بیماریوں سے پاک ہونا بھی بچے کی صحت کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ پس دائمی امراض جیسے شوگر، بلڈ پریشر، دل اور جگر وغیرہ، بچے پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ناقص خوراک کا استعمال:

مناسب خوراک کا نہ ہونا، یا ماں کا مناسب خوراک استعمال نہ کرنا، بچے میں نقائص کا سبب بنتا ہے۔ ماں کو چاہیئے کہ متوازن غذائیں جو بچے کے لئے مفید ہوں، استعمال کرے۔ اس لئے کہ خوراک خون سے بدل کر جھلی کے ذریعے بچے کو پہنچتی ہے۔ فولاد اور کیلشیم کی کمی بچے کی نمو پر اثر انداز ہوئی ہے۔ خاص کر ابتدائی تین مہینوں والی خوراک، اس سے دماغی خلل، وقت سے پہلے بچے کی ولادت، ولادت کے وقت مشقت کے ساتھ ہونا، اور بچوں میں اموات کی شرح میں اضافہ کا سبب بنتا ہے۔ (xlix)

ماں کی عمر:

ماں کی عمر بھی بچے کی نشو و نما پر اثر انداز ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے لئے مناسب عمر 18 سے 25 سال اس لئے کہ 18 سال سے پہلے بچے کے لئے مطلوبہ جسمانی، نفسیاتی دونوں قسم کے حصول کے لئے اختلاط تام نہیں ہوتا۔ اور 40 سال کے بعد بچے کے لئے مطلوبہ مواد مائیں مہیا نہیں کر سکتی۔ ایسی عمر میں جسمانی اور عقلی طور پر بچے کمزور پیدا ہوتے ہیں۔ (l)

جنین کو متاثر کرنے والے داخلی اسباب:

1. کچھ داخلی اسباب بھی بچے کی پیدائش میں نقائص کا سبب ہوتے ہیں۔ کبھی تو یہ ابتدائی نطفے میں ہوتا ہے۔ جیسے کروموسومز کی شکل اور حجم میں خلل کا ہونا اور یہ سپرم میں بھی ہو سکتا ہے۔ اور یہ اسباب کبھی موروثی طور سے منتقل ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے شادی سے پہلے ٹیسٹ کروائے جاتے ہیں۔ (li)
 2. بعض وہ نقص جو جنین کی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں جیسے اندھا پن، بہرا اور گونگا پن، وغیرہ۔
 3. وہ نقائص جن کی پیدائش کے بعد بھی اصلاح ممکن ہے۔ جیسے معدہ اور آنتوں وغیرہ کے نقائص۔
 4. وہ کثیر نقائص جن کے ساتھ جنین کے لئے زندہ رہنا مشکل ہوتا ہے بلکہ اس کے زندہ رہنے کی امید بھی نہیں کی جا سکتی۔ یعنی ولادت کے وقت ہی موت واقع ہو جاتی ہے جیسے گلے کا بند ہونا جس کی وجہ سے پھیپھڑوں تک ہوا نہیں پہنچتی۔ (lii)
- ان اسباب کے پیش نظر معاصر علماء نے اسقاط حمل کی بعض جدید صورتوں کا بھی تذکرہ کیا ہے جن میں ناقص الخلقہ جنین کی پیدائش، مہلک و متعدی امراض، زنا با الرضا اور زنا با الجبر وغیرہ شامل ہیں۔

ناقص الخلقہ جنین کا نفخ روح سے قبل اسقاط کا حکم:

ایسا ناقص الخلقہ جنین جس کے بارے میں طبی آلات سے علم ہو جائے کہ وہ پیدا ہو گا تو مختصر عرصے میں مر جائے گا اور اگر زندہ بھی رہا تو معمول کی زندگی نہیں گزارے گا۔ ایسے بچے کے

بارے میں اگر شرعی میڈیکل بورڈ قطعی اور یقینی طور پر فیصلہ دے دے کہ یہ بد صورت ہی پیدا ہو گا اور جدید طبی آلات کو استعمال کرنے کو بعد بھی یہ صورت قابل علاج نہ ہو تو بچے کی زندگی میں پیش آنے والی مشکلات اور اس کی وجہ سے اس کے اقرباء کو پیش آنے والی تکالیف اور اس کا خیال اور حفاظت کرنے کی وجہ سے معاشرے میں پیدا ہونے والے مسائل کے پیش نظر ایسے ناقص الخلقیت بچے کا نفخ روح سے قبل گرا دینا جائز ہے۔ (liii)

دلائل:

1. بچے میں ناقص الخلقیت کے جو اسباب ہیں وہ ناقابل علاج ہیں۔ تو ایسی صورت میں یہ عذر قابل قبول ہے جس کی بنا پر ایسے بچے کو گرانا جائز ہو گا۔
2. بعض فقہاء کے نزدیک ولد الزنا کو گرانا جائز ہے۔ حالانکہ کہ وہ بچہ ہر لحاظ سے مکمل ہے اس لئے ایسا بچہ جو تھیلیسیمیا جیسے مرض میں مبتلا ہے جو ناقابل علاج ہے تو یہاں تو بطریق اولیٰ جائز ہو گا۔
3. متقدمین نے ایسے اسباب بیان کئے ہیں جن کی وجہ سے حمل کو گرانا جائز ہے۔ جیسے حمل کی وجہ سے ماں کا دودھ خشک ہو جائے اور باپ بھی اس بچے کو دودھ پلانے کے لئے کسی کو اجرت پر رکھنے کے قابل نہ ہو تو اس صورت میں حمل کو گرانا جائز ہے جب موجودہ بچے کی رعایت کرتے ہوئے نفخ روح سے قبل اسقاط حمل جائز ہے تو یہاں بھی جو مشکلات بچے کو پیش آسکتی ہیں ان کی بنا پر بھی اسقاط حمل جائز ہے۔
4. قواعد فقہیہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ جب دو ضرر اکٹھے ہو جائیں تو کم درجہ تکلیف کو اختیار کیا جاتا ہے۔ اسی طرح اس حمل کو اگر اس کی پیدائش تک زندہ رکھا جائے تو یہ اس بچے، اس کے والدین اور معاشرے کے لئے مشکلات کا سبب بنے گا۔ لہذا ان تمام تکالیف سے بچتے ہوئے حمل گرا کر ایک نقصان سے بچا جا سکتا ہے۔
5. اس بات کی توثیق اس سے بھی ہوتی ہے کہ معاصر اجتماعی اجتہادی اداروں نے بھی ایسے ناقص الخلقیت بچے کو گرانے کی اجازت دی ہے۔

اگر میڈیکل بورڈ یہ فیصلہ کرے کہ حمل کی موجودگی ماں کی سلامتی کے لئے خطرے کا باعث ہے تو اس وقت اسقاط حمل جائز ہو گا، جب ان خطرات سے نمٹنے کے لئے سارے جدید طبی وسائل استعمال کئے جانے کے باوجود وہ کارآمد نہ ہو تو اس صورت میں والدین کی رضامندی سے ایسے حمل کو گرانے کی اجازت ہے۔ (liv)

یہ رائے المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ، کبار العلماء سعودی عرب، مستقل کمیٹی برائے افتاء سعودی عرب، اسلامک فقہی اکیڈمی سوڈان^{lv} اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا^{lvi} اور معاصر علماء میں سے ڈاکٹر یوسف قرضاوی، مفتی تیونس محمد الحبيب^{lvii} شیخ الازہر، جادالحق علی جادالحق^{lviii} شیخ عبداللہ البسام^{lix} مولانا جمیل احمد^{lx} اور اہل تشیع^{lxi} کی بھی یہی رائے ہے۔

ناقص الخلقیت جنین کا نفخ روح کے بعد اسقاط کا حکم:

اگر بچے میں روح پھونکی جا چکی ہو تو علماء کے نزدیک بچہ کتنا بھی بد صورت کیوں نہ ہو، اسقاط حمل کی اجازت نہیں دی جا سکتی البتہ اگر اس صورت میں ماں کی جان کو خطرہ لاحق ہو تو اسقاط حمل کی اجازت ہے۔ اس لئے کہ جب بچے میں روح ڈال دی جاتی ہے تو اسکی حفاظت کرنا واجب ہے چاہے وہ بچہ امراض و آفات سے محفوظ رہے یا کوئی مرض لاحق ہو جائے، اس کی صحت کا یقین ہو یا نہ، کیونکہ اللہ کی پیدائش میں حکمت ہے اور اس کو گرانے میں صرف مادی فوائد ہیں، کوئی دینی نظریہ نہیں ہے۔ (lxii)

دلائل:

قرآن پاک میں قتل کی مذمت کی گئی ہے، ﴿وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ﴾ (lxiii)، اسی طرح حدیث میں

بھی تین قسم کے لوگوں کے علاوہ قتل کی ممانعت ہے، ان میں شادی شدہ زانی، قتل کا بدلہ قتل اور مرتد کو صرف قتل کرنے کی اجازت ہے، اس کے علاوہ نہیں۔ (lxiv) روح کے بعد بچہ زندگی حاصل کر لیتا ہے اس لئے اس پر ایک عمومی حیات کا اطلاق ہو گا۔ اور جب زندگی کی علامات ظاہر ہو جائیں اس کے بعد اگر کوئی حمل کو گرائے تو اس پر دیت لازم ہوتی ہے۔ (lxv)

آپ ﷺ نے تکلیف کی وجہ سے موت مانگنے سے بھی منع کیا ہے۔ نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کی حرمت پر فقہاء کا اجماع ہے بلکہ بعض کے نزدیک جان بوجھ کر قتل کرنے کی صورت میں قصاص واجب ہو گا۔ (lxvi) ایک دلیل یہ بھی دی گئی ہے کہ ان عیوب کی وجہ سے جو جنین میں ناقص الخلقت کا سبب بن رہے ہیں ان میں سے بعض عیوب تو ماں کے پیٹ میں ہی قابل علاج ہیں اور باقی اگر پیدائش کے بعد بھی علاج کیا جائے تو ختم ہونے کے امکانات ہوتے ہیں۔ (lxvii) اس لئے کسی بھی صورت میں ایسے حمل کو گرانے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

ماں کی زندگی کو لاحق خطرات کی صورت میں اسقاط حمل کا حکم:

بعض دفعہ ماں کسی مہلک مرض میں مبتلا ہوتی ہے اور اس میں اس کی زندگی کے امکانات بھی بہت کم ہوتے ہیں جیسے کینسر، دل کے امراض، اور دماغی امراض کی بعض صورتیں، تو ایسے صورت میں فقہاء نے اسقاط حمل کی اجازت دی ہے۔ کیونکہ اس حالت میں وہ بچے کو اٹھانے کی متحمل نہیں ہے ڈاکٹر یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

"میری نظر میں صرف ایک ہی ایسی صورت ہے جس میں اسقاط کی اجازت دی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر اسقاط نہ کرایا گیا تو ماں کی جان کو خطرہ لاحق ہو جائے گا تو ایسی صورت میں ماں کی جان بچانے کے لئے حمل کو ساقط کرایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ماں کی جان بہر حال بچے کی جان سے مقدم ہے۔" (lxviii)

اس لئے بھی کہ ماں اصل ہے اور بچہ اس کے تابع ہے اس لئے ماں کی زندگی، بچے کی زندگی پر مقدم ہو گی۔ کیونکہ تابع اصل سے مقدم نہیں ہو سکتا۔ (lix) متقدمین نے بعض ایسے اعدا ذکر کئے ہیں کہ جن کی وجہ سے اگر ماں کی جان کو خوف ہو تو حمل کو ساقط کرایا جا سکتا ہے۔ (lxx)

معاصر علماء کے نزدیک بھی رحم میں پرورش کی صورت میں عورت کی جان کو خطرہ ہے یا کسی عضو کے تلف ہونے کا امکان ہے تو اس صورت میں اسقاط حمل کی اجازت ہے۔ جب میڈیکل بورڈ اس بات کی تصدیق کر دے کہ یہ حمل عورت کی ہلاکت کا سبب بن سکتا ہے اور اس مرض کو ختم کرنے کے لئے تمام طبی آلات کو استعمال بھی کیا جا چکا ہے تو اس صورت میں تمام فقہی اکیڈمیز ماسوائے سعودی عرب کی سرکاری کمیٹی کے، اسقاط حمل کے جواز کی رائے رکھتی ہیں۔

اسلامی فقہی اکیڈمی مکہ مکرمہ کا فیصلہ:

"اذا كان الحمل قد بلغ ما ثمة وعشرين يوماً لا يجوز اسقاطه ولو كان التشخيص الطبي يفيد انه مشوه الخلقة، الا اذا ثبت بتقرير لجنة طبية من الاطباء الثقاة المتخصصين ان بقاء الحمل مته خطره مؤكداً على حياة الام، فعندئذ يجوز اسقاطه، سواء كان مشوهاً ام لا ومنعاً لاعظم الضررين" ^{lxxi} اسی طرح مجمع الفقہ الاسلامی سوڈان نے بھی ان الفاظ میں فیصلہ دیا ہے "نعم يجوز بناءً على اولوية تقديم الحفاظ على صحته ام على صبيحتها، ويتم ذلك في اية مرحلة من مراحل حمل۔" (lxxii)

مذکورہ بالا تمام دلائل سے معلوم ہوتا ہے اگر اس حمل کی وجہ سے ماں کی زندگی کو خطرات لاحق ہوں تو اس کو گرانے کی اجازت ہے چاہے وہ حمل اپنے کسی بھی مرحلے میں ہو۔ البتہ بچے کے ناقص الخلقت ہونے کی وجہ سے اس کو گرانا درست نہیں ہے۔

متعدی امراض کی وجہ سے نفخ روح سے قبل اسقاط حمل کا حکم :

متعدی امراض میں نفخ روح سے قبل بحالت ضرورت اسقاط کی اجازت ہے۔ اس میں دو قسم کے اعدا

ہیں، کبھی یہ عذر ماں کی جانب سے ہوتا ہے مثلاً یہ کہ ظہور حمل کے بعد اس کی جان کی ہلاکت کا خوف ہو۔ اور کبھی یہ عذر بچے کی جانب سے ہوتا ہے مثلاً ماں کے رحم میں موجود بچے پر موروٹی مرض (ایڈز) یا کسی مہلک مرض کے سرایت کرنے کا اندیشہ ہو جو ولادت کے بعد قوی درجے میں جان لیوا ہو سکتا ہے تو اس صورت میں نفخ روح سے قبل اسقاط حمل کی اجازت ہے۔ (lxxiii)

بعض علماء نے جبراً بھی ایسے حمل کو گرانے کا حکم دیا ہے اگر متعدد ڈاکٹر اس بات کی تصدیق کر دیں کہ حاملہ کے مرض کا بچے کی طرف منتقل ہو جانے خطرہ ظن غالب اور یقین کے درجے کو پہنچ گیا ہے تو اس صورت میں اسقاط جائز ہو گا۔ (lxxiv)

لیکن ایسے مسائل کا فتویٰ عام نہ دیا جائے جس کو ضرورت ہو وہ صورت حال بتا کر مسئلہ پوچھ لے۔ جامع ازہر کے استاد ڈاکٹر عبدالفتاح محمود نے بھی اس قاعدے کو بنیاد بناتے ہوئے "اذا اجمعت مصلحة ومفسدة في عمل معين، ولم يكن --الح" (lxxv)، ایڈز سے متاثرہ عورت کو حمل میں جان پڑ جانے سے قبل اسقاط کی اجازت دی ہے۔ (lxxvi) ایک رائے یہ بھی ہے کہ اس شرط کے ساتھ اس کی اجازت دی جائے جب اس مرض کے بچے میں منتقل ہو جانے کے امکانات ہوں اور جب ڈاکٹر بھی یہ کہہ دیں کہ یہ مرض قابل علاج نہیں ہے۔ تو پھر اسقاط کی اجازت ہے۔ (lxxvii)

متعدی امراض کی وجہ سے نفخ روح کے بعد اسقاط حمل کا حکم:

حمل میں جان پڑنے کے بعد متعدی امراض (ایڈز، ہیپاٹائٹس، بلڈ کینسر، تھیلیسیمیا وغیرہ) کی وجہ سے علماء نے مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اسقاط حمل کی اجازت نہیں دی:

دلائل:

1. حاملہ سے بچے میں ایڈز کی منتقل ہونے سے متعلق آراء مختلف ہیں اور اختلاف کا نتیجہ چالیس فیصد سے زیادہ نہیں ہے اور یہ مقدار احکام شرعیہ میں ظن غالب کے لئے کافی نہیں ہے۔ (lxxviii)
2. جدید علمی سائنسی تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ اس مرض کا علاج حاملہ کے پیٹ میں ممکن ہے۔ اگر علاج معالجہ کے ذریعے تھوڑے سے بھی امکانات ہوں تو اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہوتی۔ (lxxix)
3. مرض کے بچے میں منتقل ہونے کے صرف احتمالات ہیں۔ اس لئے ایسے حمل کو ساقط کرنے سے قتل کے احکامات لازم آئیں گے اور مرض کے علاج سے جو ڈاکٹر مایوس ہو رہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ اور حکمت پر اعتراض ہے۔ (lxxx)
4. حاملہ کو یہ مرض اپنے فعل کی وجہ سے لگا ہے، یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص زندگی سے مایوس ہو کر اپنے آپ کو قتل کر دے۔ جس طرح اس کا اپنے آپ کو قتل کرنا حرام ہے۔ ایسے ہی وہ عورت جو اپنے اختیار سے مرض کو اختیار کرے تو اس کے حمل کو گرانا تو بطریق اولیٰ جائز نہیں ہے۔ اس مسئلہ کے بارے میں مختلف فقہی اکیڈمیز نے بھی عدم جواز ہی کی رائے اختیار کی ہے۔ (lxxxi)

مجمع الفقہ الاسلامی جدہ کا فیصلہ

مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنے نویں اجلاس منعقدہ ابو ظہبی، 01/06/1995، اسی رائے کو اختیار کیا ہے۔ "نظر لان الانتقال العدوى من الحامله المصابة بمرض نقص المناعة المكتسب الايدز، الى جنينها لا تحدث غالباً الا بعد ----- الحمل (نفخ الروح في الجنين) وفي اشارة الولادة فلا يجوز اجهاض الجنين شرعاً۔۔۔۔۔الح" lxxxii معاصر علماء اور دوسری فقہی اکیڈمیز نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے کہ نفخ روح کے بعد متعدی امراض کی وجہ سے اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے۔ (lxxxiii)

زنا بالرضا و زنا بالجبر میں نفخ روح سے قبل اسقاط حمل کا حکم

زنا سے ہونے والے حمل کی دو صورتیں ہیں: 1- حمل زنا بالرضا 2- حمل زنا بالجبر۔

حمل زنا بالرضا حکم:

بعض علماء کے نزدیک زنا بالرضا کے نتیجے میں ہونے والے حمل کو گرانے کی اجازت

نہیں -

دلائل:

1. اگر نکاح صحیح سے ہونے والے حمل کو عام حالات میں گرانے حرام ہے تو غیر شرعی طریقے سے حاصل ہونے والے حمل کی حرمت تو بطریق اولیٰ زیادہ ہو گی۔

2. غیر شرعی طریقے سے ہونے والے حمل کے گرانے کو اگر مباح کر دیا جائے تو فحاشی اور برے کام کرنے کا راستہ کھلے گا ، اور شریعت اسلامیہ ہر اس سبب اور وسیلے کو حرام قرار دیا ہے جو فحاشی اور گناہ کا باعث ہو۔ مثلاً بے پردگی اور اختلاط مرد و زن وغیرہ۔

3. اللہ کا فرمان ہے "کوئی بھی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا" ^{lxxxiv} اس سے معلوم ہوا کہ زنا کے طریقہ سے پیدا ہونے والے بے گناہ بچے کو کسی دوسرے کے گناہ کی وجہ سے ختم کرنا درست نہیں۔

4. آپ ﷺ نے غامدیہ قبیلہ کی زنا سے حاملہ ہونے والی عورت کو واپس کر دیا تھا یہاں تک کہ وضع حمل اور بچے کی ضروری پرورش کے بعد جب وہ تیسری مرتبہ آئی تب آپ ﷺ نے اسے رجم کیا۔ اس حدیث سے پتا چلا کہ آپ ﷺ نے زنا سے ہونے والے حمل کی حفاظت کے لئے حد کو بھی مؤخر کر دیا ہے تاکہ بچے کی زندگی کو خطرہ نہ ہو۔ (lxxxv)

5. قانون یہ ہے کہ معاصی اور گناہ کے لئے رخصتوں کا سہارہ نہیں لیا جا سکتا۔ کیونکہ مکلف کو اس کی رخصت دینا اس کے گناہ میں اضافے کا سبب ہو گا قواعد اسلامیہ زنا سے حاملہ عورت کو بھی رخصت نہیں دیتے جو کہ نکاح صحیحہ سے عورت کو ملتی ہیں تاکہ وہ اس گناہ پر معاون ثابت نہ ہوں اور نہ ہی اس برے فعل سے نجات حاصل کرنے کے لئے راستے ہموار کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ (lxxxvi)

6. زنا سے ہونے والے بچے کا ولی حکمران ہوتا ہے اور حکمران کا تصرف مصلحت کے ساتھ متعلق ہے اور والدہ کی مصلحت کی حفاظت کے لئے بچے کی زندگی کو ختم کر دینے میں کوئی مصحت نہیں ہے۔ اس لئے اس وجہ سے تعاون کرنے کو فعل قبیح پر ابھارنا ہے جو درست نہیں ہے۔

7. البتہ ایک صورت میں اجازت دی جاسکتی ہے جبکہ زانیہ صدق دل سے توبہ کرے اور اپنے اس فعل پر نادم بھی ہو۔ (lxxxvii)

جامع بنوریہ نے ایک لیڈی ڈاکٹر کی طرف سے پوچھے گئے ایک سوال کے جواب میں زنا بالرضا کے جواز کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ "ایسی خواتین جو شادی سے پہلے زنا کی وجہ سے حاملہ ہو چکی ہوں ، اگر وہ اپنے اس فعل پر نادم ہوں اور توبہ کرتی ہوں تو ایک مسلمان کی پردہ پوشی کے لئے رپورٹ میں غیر حاملہ ظاہر کرنا اور اس کی جان اور عزت بچانے کی خاطر چار ماہ سے کم مدت میں حمل کو ضائع کرنا ، ہر دو کی گنجائش ہے۔" (lxxxviii)

مجوزین اسقاط حمل زنا بالجبر:

زنا بالجبر کی صورت میں بعض فقہاء کے نزدیک حمل کو گرانے کی اس صورت میں اجازت ہے کہ جان پڑنے سے قبل یہ کام کیا جائے اور اس کو اپنے اس کام پر بہت زیادہ خوف ہو اور اس کی ہلاکت کے خطرات بھی موجود ہوں تو ایسی صورت میں حمل کو گرانے کی اجازت ہے۔ نہایت المحتاج میں ہے کہ "اگر حمل زنا کا ہو تو اس کو گرانے کی اجازت ہے اگر اس کو چھوڑے رکھا یہاں تک کہ اس میں روح پیدا ہو گئی تو اب اس کو گرانے حرام ہے"۔ (lxxxix)

مشروط ہے کہ اس سے بچے کی نشو و نما پر کوئی منفی اثرات مرتب نہ ہوں۔ (xcvi)

اسلامی فقہی اکیڈمیز کی شرائط:

فقہی اکیڈمیز جن میں المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ^{xcvii} مجمع الفقہ الاسلامی سوڈان^{xcviii} بیئۃ کبار العلماء^{xcix} اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا^c نے اسقاط حمل سے متعلق کچھ حدود و شرائط نقل کی ہیں کہ کن حالات میں حمل کو گرانے کی اجازت ہے اور کہاں نہیں۔

شرائط:

1. مختلف مراحل میں اسقاط حمل جائز نہیں ہے لیکن کسی شرعی سبب اور وہ بھی بہت ہی تنگ حدود میں رہتے ہوئے جائز ہے۔
2. حمل جب اپنے پہلے مرحلے میں ہو جو کہ چالیس یوم ہے، اور اسقاط حمل میں کوئی شرعی مصلحت ہو یا پھر کسی تکلیف کو دور کرنا مقصود ہو تو جائز ہے۔
3. حمل جب دوسرے اور تیسرے مرحلے میں ہو تو اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے، اگر میڈیکل بورڈ یہ فیصلہ کر دے کہ حمل کی موجودگی ماں کے لئے خطرہ ہے اور علاج کے تمام وسائل کو استعمال کیا جا چکا ہو تو اس صورت میں بھی جائز ہے۔
4. چار ماہ مکمل ہونے کے بعد حمل کو گرانے کی اجازت نہیں لیکن اگر میڈیکل بورڈ یہ فیصلہ کر دے کہ یہ حمل ماں کی موجودگی کے لئے خطرہ ہے اور ضروری علاج بھی کئے جا چکے ہوں تو اجازت ہے۔
5. مہلک امراض کی صورت میں (جیسے کینسر، دل کے امراض، بعض دماغی صورتوں میں) اگر ماں کی جان چلی جانے کے خطرات ہوں تو کسی بھی مرحلے میں گرایا جا سکتا ہے۔
6. زنا بالرضا سے ہونے والے حمل کو گرانے کی اجازت نہیں ہے مگر توبہ کی صورت میں چار ماہ سے قبل۔
7. زنا بالجبر کے حمل کو چار ماہ کے اندر گرایا جا سکتا ہے بعد میں نہیں۔
8. ناقص الخلقت جنین کو چار ماہ سے قبل گرانے کی اجازت ہے بعد میں نہیں۔
9. اسٹیم سیلز سے عضو کی تیاری کے لئے جنین کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور اس کو گرانے کی اجازت نہیں۔
10. حمل کی مدت میں تربیت اولاد میں مشقت، ان کے معاشی اخراجات کی عدم ادائیگی کے پیش نظر، موجودہ اولاد پر اکتفا کرنے کی غرض سے اسقاط حمل کی اجازت نہیں ہے۔

خلاصہ بحث:

دنیا میں جس تیزی کے ساتھ زنا بالجبر کے واقعات رونما ہو رہے ہیں، ان کے نتیجے میں ہونے والے حمل کو باقی رکھنے کی صورت میں ماں اور پیدائش کے بعد بچہ کو معاشرے میں بہت زیادہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ اس لئے معاشرے کو ایسے بچوں سے پاک رکھنے، عورت کی عزت نفس کی حفاظت اور باوقار زندگی کے لئے ضروری ہے کہ ایسے حمل کو گرا دیا جائے۔ کیونکہ جب شریعت جبر کی وجہ سے ایسی عورت پر حد زنا نافذ نہیں کرتی تو اس زنا سے ہونے والے حمل کو گرانے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

زنا بالرضا میں حمل کو ابتدائی مراحل میں تو ساقط کیا جاسکتا ہے لیکن چار مہینے گزرنے کے بعد اس کو گرانا حرام ہے۔ کیونکہ اگر ایسے حمل کو چار مہینے بعد بھی گرانے کی اجازت دی جائے تو زنا بالرضا کے واقعات میں اضافہ ہو گا۔

تمام مہلک و متعدی امراض جن کے بچے میں منتقل ہونے کے 30 سے ساٹھ فیصد تک امکانات ہوں ایسی صورت میں بچے کو گرانے کی اجازت نہیں ہے۔ کیونکہ جدید ٹیکنالوجی کی بدولت ایڈز اور دوسرے متعدی امراض کا ماں کے پیٹ کے اندر جین تھراپی کے ذریعے علاج کیا جا رہا

ہے۔ اور اگر اس کے منتقل ہونے کے امکانات ساٹھ فیصد سے زیادہ ہوں اور ڈاکٹرز کی رائے کے مطابق بچے کی پیدائش کے بعد بھی اس کا علاج ناممکن ہو تو ایسے بچے کو والدین اور معاشرے پر بوجھ بنانے کی بجائے گرا دینا زیادہ بہتر ہے۔ اگر حمل کی وجہ سے ماں کی زندگی کو خطرات لاحق ہوں تو اسے کسی بھی مرحلے میں گرایا جا سکتا ہے، کیونکہ ماں کی زندگی بچے کی زندگی سے مقدم ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- i- <http://www.urduvoa.com/content/pakistan-abortion-09july11-125261984/1134637.html>. (Retrieved on 11-5-2014)
- ii- <http://mansoormehdi.wordpress.com/national/%D8%> (Retrieved on 12-5-2014)
- iii- ابن منظور، محمد بن مکرم، لسان العرب، دار صادر، بیروت، 1414ھ، 293/6
- iv- مجمع اللغة العربیہ، المعجم الوسیط، دارالدعوه، قاہرہ، س-ن، 388/10
- v- ایضاً، 177/13
- vi- <http://www.birthmothers.org/extras/types-of-abortions.htm>. (Retrieved on 17-5-2014)
- vii- المؤمنون، 14: 12
- viii- رازی، فخر الدین، امام، التفسیر الکبیر، دارالکتب العلمیہ، بیروت، 1990، 23/8
- ix- مودودی، مولانا، تفہیم القرآن، ادراہ ترجمان القرآن، لاہور 1991ء، 3/ 201
- x- ذاکر نائیک، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، مکتبہ بیکن بک ہاؤس، لاہور طبع اول 2006ء، ص: 60-61
- xi- ہارون یحیٰ، اللہ کی نشانیاں، مترجم تصدق حسین راجہ، ڈاکٹر، اسلامک ریسرچ سنٹر، پاکستان، س-ن، ص: 100-103
- xii- البار، محمد علی، ڈاکٹر، خلق الانسان بین الطب والقرآن، درالسعودیہ للنشر والتوزیع، س-ن، ص: 366
- xiii- الواقعہ، 57: 59
- xiv- الدهر، 76: 2
- xv- کیلانی، عبدالرحمان، تیسرا قرآن، مکتبۃ السلام، لاہور، طبع نہم، 1428ھ، 4/ 566
- xvi- طاہر القادری، ڈاکٹر، اسلام اور جدید سائنس، منہاج القرآن پبلیکیشنز، لاہور، طبع اول 2001ء، ص: 517-518
- xvii- الطارق، 5-7
- xviii- تفہیم القرآن، 6/ 584
- xix- حقانی میاں قادری، ڈاکٹر، سائنسی انکشافات قرآن وحدیث کی روشنی میں، دارالاشاعت، کراچی، طبع اول 2000ء، ص: 256
- xx- قرطبی، ابو عبد اللہ محمد بن احمد، الجامع الاحکام القرآن، دار الکتب المصریہ، طبع ثانی، 1964ء، 6/ 12
- xxi- العلق، 96: 1-2
- xxii- حقانی میاں قادری، ڈاکٹر، سائنسی انکشافات قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص: 77
- xxiii- جصاص، ابوبکر، احمد بن علی، احکام القرآن، دارالفکر، بیروت، س-ن، 3/ 225
- xxiv- Moore. 2006. The Developing Human. Elsevier/Saunders. P.36
- xxv- ذاکر نائیک، ڈاکٹر، قرآن جدید سائنس، ص: 59

- 26- مسلم بن حجاج، صحيح مسلم، كتاب القدر، باب كيفية خلق آدمي في بطن امه، 2037/4، دار احياء التراث العربي، س- ن، ح: 2643
- xxvii- ايضاً، ح: 2645
- xxviii- ابن قيم، تحفة المودود، باحكام المولود، مكتبة دار البيان، دمشق، طبع اول، 1971ء، ص: 255-261
- xxix- المؤمنون، 14: 23
- xxx- حقاني، سائنسي انكشافات قرآن وحديث كي روشني ميں، ص: 84-88
- xxxi- قاضي، بدر الدين محمود بن اسماعيل، جامع الفصولين، مطبع ازهرية، س-ن، 355-354/2
- xxxii- ابن عابدين، محمد امين، رد المحتار على الدر المختار، دار الفكر، بيروت، 1992، 176/3
- xxxiii- مالكي، شمس الدين، ابو عبدالله محمد بن محمد، مواهب الجليل، دار الفكر، بيروت، طبع سوم، 1992ء، 477/3
- xxxiv- بيثمي، ابن حجر، تحفة المحتاج بشرح المنهاج، دار صادر، مصر، س-ن، 241/8
- xxxv- مرداوي، علاؤ الدين، الانصاف، دار احياء التراث العربي، س-ن، 386/1
- xxxvi- ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، 176/3
- xxxvii- رملی، نهاية المحتاج، دار الفكر، بيروت، س-ن، 442/8
- xxxviii- محمد بن احمد، حاشية الدسوق مكتبة زهوان، قاهره، س-ن، 267/2
- xxxix- حنبلي، مصطفى بن سعد، مطالب اولي النهي في شرح نهاية المنتهى، مكتبة اسلامي، طبع اول، 1994ء، 267/1
- xl- قاضي خان، حسن بن منصور، فتاوى تاتار خانيه، مكتبة ماجديه، كوئٹہ، پاکستان، س-ن، 410/3
- xli- فتح العلي المالكي، 399/1؛ بداية المجتهد، 417/2؛ مواهب الخليل، 134-133/5؛ حاشية الدسوقي، 86/3
- xlii- غزالي، ابي حامد محمد بن احمد، احياء علوم الدين، عسى البابي الحلبي، مصر، س-ن، 51/2
- xliii- ابن تيمية، احمد بن عبد الحليم، فتاوى ابن تيمية، دار الكتب العلمية، ط اولي 1978ء، 400/3
- xliv- ابن عابدين، رد المحتار على الدر المختار، 302/1
- xlv- جعوني، تاج الدين محمود، الانسان هو الكائن، دار عمان، طبع اول 1993ء، 27/3
- xlvi- خوري سميع، دليل المراء في حملها وامراضها، المؤسسة الوبية لدراسات، بيروت، طبع دوم 1995ء، ص: 62
- xlvi- طويله، عبد الوهاب، فقه الاشرية وحدها، در السلام، قاهره، 1986ء، ص: 469
- xlvi- محمد صادق، مسوعة صحة الاطفال، طبع اول 1994ء، 162/1
- xlix- خوري سميع، دليل المرأة في حملها وامراضها، ص: 66
- i- ايضاً، ص: 52
- li- البار، خلق الانسان بين الطب والقرآن، 181/1
- lii- محمد صادق، مسوعة صحة الاطفال، 162/1
- liii- هيئة كبار العلماء سعودي عرب، 20/06/1407هـ؛ سعودي عرب كي سرکاری کمیٹی كا فيصلہ نمبر 2489، 06/07/1399هـ، <http://islamqa.com/ur/12118>
- liv- المجمع الفقهي الاسلامي مكرمه كا فيصلہ، 12/02/1990، اسلامي فقہي اكيڈمي مكرمه كے فقہي فيصلے، مترجم فہیم اختر ندوی، ایفا پبلیكیشنز، نئی دہلی، انڈیا، طبع دوم 2012ء ص: 337
- lv- مجمع الفقه الاسلامي سوڈان، (cited: <http://aoif.gov.sd/ao/uploads/ftawy/nat/6.pdf> 11-08-2014)

- lvi- خالد سيف الله رحمانی ، مولانا ، ڈے این اے ٹیسٹ کے شرعی مسائل، اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا، دارالاشاعت، کراچی، س-ن، ص: 162
- lvii- مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ 1410، 7ھ، ص: 281-283
- lviii- شیخ جادلحق علی جادلحق، فتاویٰ اسلامیہ، دارالافتاء مصر، 308/9
- lix- البار، محمد علی، ڈاکٹر، الجنین المشوہ، وامراض الوارثیہ، دارالقلم، دمشق، طبع اول 1991ء، ص: 476
- lx- جمیل اختر، مولانا، مانع حمل تدابیر اور اسکا شرعی حکم، مشمولہ جدید فقہی مباحث، مکتبہ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، کراچی س-ن 322/1؛ فتاویٰ حقانیہ، 557/4
- lxi- www.ah-ul-bayt.org.827 (cited: 30-03-2014)
- lxii- http://islamqa.com/ur/12118(cited: 17-02-2014)
- lxiii- الاسراء، 17: 33
- lxiv- قزوینی، ابو عبدالله محمد بن یزید سنن ابن ماجہ، کتاب الحدود، باب لا یحل دم امرئ مسلم الا فی ثلاث، 847/2، داراحیاء الکتب العربی، س-ن ح: 2533
- lxv- http://islamqa.com/ur/12118(cited: 17-02-2014)
- lxvi- البوطی، محمد سعید رمضان ، مسئلہ تحديد النسل، مکتبہ الفارابی، دمشق، ص: 249
- lxvii- جاسم سالم کی رائے، الاسرہ و مرض الایڈز، مشمولہ، مجلہ المجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ 7، ص: 29؛ فتاویٰ رحیمیہ، 192-191/2؛ فتاویٰ محمودیہ، 322/18؛ فقہی مضامین، ص: 304؛ جدید فقہی مسائل، 20/1؛ احکام الاجہاز فی الفقہی الاسلام، جامع الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، سلسلۃ الطبع 13، سعودی عرب، ص: 185
- lxviii- یوسف قرضاوی، ڈاکٹر، فتاویٰ یوسف قرضاوی، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، س-ن، 225/2
- lxix- البوطی، محمد سعید رمضان ، مسئلہ تحديد النسل ، ص: 249
- lxx- حاشیہ ابن عابدین، 413-410/5؛ فتح القدیر، 153/4؛ المغنی، 240/8، بدایۃ المجتہد، 348/8، حاشیہ الدسوقی، 410/4؛ نہایت المحتاج، 360/7
- lxxi- المجمع الفقہی الاسلامی مکہ مکرمہ کا فیصلہ 1410ھ، ص: 337
- lxxii- مجمع الفقہ الاسلامی سوڈان، http://aoif.gov.sd/ao/uploads/ftawy/nat/6.pdf ؛ مولانا جنید عالم قاسمی کی رائے، جدید فقہی مباحث، 370/1؛ مفتی مختار اللہ حقانی کی رائے، ضبط تولید کا ارتقاء اور اس کی شرعی حیثیت، ص: 148-147؛ مولانا نصیب اللہ شاہ، اسقاط جنین کی شرعی حیثیت، سہ ماہی المباحث الاسلامیہ، مارچ 2001ء، ص: 9
- lxxiii- محمد مجتبیٰ، مولوی، طبی اخلاقیات، مشمولہ جدید فقہی مباحث، 331/10
- lxxiv- جمیل احمد، مولانا، طبی اخلاقیات، مشمولہ جدید فقہی مباحث، 27/10
- lxxv- عزین عبدالسلام، قواعد الاحکام فی معالج الانام، مؤسسہ الریان، بیروت، س-ن 88/1
- lxxvi- عبدالفتاح ، ڈاکٹر، قضایا طبیہ من منظور اسلامی، ناشر عبدالفتاح محمود ادريس، طبع اول، 1993ء، ص: 116-108
- lxxvii- ثبت اعمال الندوة السابعة، المنظمة الاسلامیہ للعلوم الطبیہ، کویت، 1414ھ، ص: 66، 68، 184
- lxxviii- البار محمد علی، ڈاکٹر، الایڈز ومشاکلہ الاجتماعیہ، بحوالہ احکام الاجہاز، ص: 66-67
- lxxix- جاسم سالم کی رائے، الاسرہ و مرض الایڈز، مشمولہ، مجلہ المجمع الفقہ الاسلامی، شمارہ نمبر 7، ص: 29
- lxxx- ایضاً
- lxxxi- حلیۃ المناقشات فی رویۃ الاسلامیہ مشاکل مرض الایڈز، ص: 444
- lxxxii- مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی، 1416ھ، ص: 226-223

- lxxxiii المنظمة الاسلاميه للعلوم الطبيه، كويت نے بھی اپنے فیصلے مؤرخہ 23/06/1416ھ میں اسقاط حمل کے عدم جواز کا فیصلہ دیا ہے۔ ثبت اعمال الندوة السابعة، ص: 555
- lxxxiv الاسراء، 17: 15
- lxxxv یحییٰ بن شرف، شرح صحیح مسلم، مطبع مصریہ، مصر، س- ن 202/1
- lxxxvi قرافی، شہاب الدین، الفروق، ناشر عالم الکتب، س- ن، 33/2
- lxxxvii البوطی، مسئلہ تحدی النسل، ص: 135-153
- lxxxviii- <http://www.jamiabinoria.net/efatawa/2010-7/8199.htm>(cited: 15-06-2014)
- lxxxix نہایۃ المحتاج، 442/8
- xc البوطی، تحدید النسل، ص: 89
- xci لاجپوری، عبدالرحیم، مفتی، فتاویٰ رحیمیہ، جامعہ بنوریہ، کراچی 18/10
- xcii مفتی زید کی رائے، جدید فقہی مباحث، 332/1؛ مولانا جنید کی رائے، ایضاً، 373/1
- xciii المرغینانی، علی بن ابو بکر برہان الدین، الہدایۃ، المکتبۃ الاسلامی، بیروت، س-ن، 292/2
- xciv- <http://aoif.gov.sd/ao/uploads/ftawy/nat/6.pdf> (cited: 11-08-2014)
- xcv مولانا اسرار الحق سیلی کی رائے، ڈے این اے ٹیسٹ کا شرعی حکم، ص: 332-333
- xcvi مولانا اختر امام عادل کی رائے، ڈے این اے ٹیسٹ کا شرعی حکم، ص: 209
- xcvi اسلامی فقہ اکیڈمی مکہ مکرمہ کے فقہی فیصلے، ص: 337
- xcviii- <http://aoif.gov.sd/ao/uploads/ftawy/nat/6.pdf> (cited: 11-08-2014)
- xcix ہیئۃ کبار العلماء سعودی عرب، 20/06/1407ھ؛ <http://islamqa.com/ar-12118>
- c- <http://www.ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=medical4> (cited: 23-04-2014)